مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۵۸ء۔ ۱۹۵۹ء

قسط (۲۱)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب' اہل محلہ و گردو پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوق مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں.............. (مرتب)

جدہ محترمہ (شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی والدہ) کے بعض دیگر خاندانی حالات:

مجھے اپنی دادی جان سے (جبکہ ان کے بڑھاپے کا زمانہ تھا) ان کے جو خاندانی حالات معلوم ہوئے جو انہوں نے خود سنائے اور ہوسکتا ہے کہ ان کے حافظے کے ضعف کے اس عمر میں کچھ کمی بیشی ہو مگر میں نے جوں کے توں یہ ان سے لکھے ہیں۔

نام ریحانہ' والد کا نام محمد شریف اللہ' والدہ کا نام گل ریحانہ حمیدہ' بھائی حنیف اللہ' محمد اسرائیل' حبیب اللہ اور امیر اللہ ہیں۔ دادی صاحبہ فرماتی ہیں کہ میری والدہ مولانا فضل رحیم و مولانا فضل الرحمٰن سکنہ لوند خوڑ کی بہن تھیں۔ چودہ سال کی عمر میں شادی ہوئی بڑی عابدہ زاہدہ تھیں مرتے وقت بھی خدا کو یاد کررہی تھیں۔

ذی الحجہ کے ۹ دن' محرم کے گیارہ روزے اور ہر سال اس کے علاوہ تین ماہ سات دن روزے رکھتی تھیں' حالت

* استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

نزع اور قبض روح کے وقت نور کا ایک شعلہ کمرے کے کونے کونے میں پھیل گیا اور سب کو دیکھنے میں آیا۔ موت کے بعد بھی کپڑے بدلتے وقت ہاتھ سینے پر باندھے محسوس ہوئے وفات شہزادہ کلی یعنی جہانگیر آباد نزد کلپانی تخت بھائی ضلع مردان میں ہوئی۔

دادی صاحبہ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے اپنے نانا کو بچپن میں دیکھا تھا میری عمر چار پانچ سال کی تھی' دادا کو نہیں دیکھا اس کا انتقال عربی بانڈہ نزد جہانگیر آباد کلپانی مردان میں ہوا وہاں ان کی قبر ہے۔

دادی صاحبہ نے کہا کہ میری دادی' میری شادی کے چھ سات ماہ بعد فوت ہوئی وفات یوم العرفہ کے صبح صادق سے کچھ پہلے جس وقت ہمیشہ تہجد پڑھتی تھیں اس وقت ہوئی دادی نے کہا میرے والد بھی جمعہ کی صبح اور والدہ بھی تہجد کے وقت فوت ہوئیں دادی لوند خوڑ کی تھیں' میرے والد (محمد شریف اللہ) کے دادا ما یار (طورو) میں دفن ہیں۔ سکھوں کے ہنگاموں میں عربی کلی نزد جہانگیر آباد جانا ہوا' دو قبریں متصل ہیں' مرجع عام ہیں دو رہٹ اس کے قریب ہیں' خارش پھوڑے پھنسیوں کے لئے لوگ اللہ سے دعا مانگنے مزار پر جاتے ہیں۔ میری شادی جمادی الثانی میں ہوئی۔

بچپن سے قصص الانبیاء' پشتو نور نامہ کلاں و خورد' وفات نامہ و جنگ نامہ حفظ کرایا جاتا۔ قرآن شریف اپنے والد سے پڑھا۔ دعائے گنج العرش برزبان حفظ تھا۔ سورہ رحمٰن' سورہ نور' سورہ یٰسین' سورہ مزمل' سورہ ملک والضحیٰ وغیرہ حفظ کئے۔ میرے والد مجھے کہا کرتے تھے سحری کو چکی پیستے وقت حفظاً تلاوت کیا کرو تو بہت لطف ہوتا۔ ہم دھڑی چھ سیر گندم صبح تک پیس لیتے' پھر کھیتوں تک جانے کے وقت تک لسی بھی تیار کر لیتے' دہی وغیرہ صبح کھایا جاتا' چائے کا رواج نہ تھا۔

حضرت کی ولادت' صلحا کا اجتماع اور والد گرامی کی مسرت و سخاوت:

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کی والدہ (ہماری دادی جان) نے فرمایا کہ آپ میری شادی کے دو سال بعد محرم الحرام میں اتوار کی صبح سحری کے وقت اذان سے پہلے پیدا ہوئے۔ ۷ محرم کو والد صاحب نے خوشی میں علاقہ کے علماء اور صلحا میں ۱۶۔۱۶ گز کے کپڑے اور پگڑیاں تقسیم کیں۔ حاجی صاحب مہربان علی شاہ' جناب حاجی صاحب محلہ قصابان اور جناب حاجی عبدالقیوم وغیرہ اس تقریب میں شریک تھے۔ حضرت کے والد صاحب نے اس موقع پر بکرے بھی ذبح کئے۔

میں حاجی صاحب معروف گل کی دوسری بیوی تھی' پہلی بیوی کا میری شادی سے قبل انتقال ہو چکا تھا' مولوی صاحب (مرحومہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کو اسی نام سے پکارا کرتی تھی) دو سال تک دودھ پیتے رہے' تین سال کے ہوئے تو بولنا شروع کیا اکثر لیٹے ہوئے بائیں پاؤں کا انگوٹھا چوسا کرتے تھے۔

بسم اللہ تقریب:

دادی جان راوی ہیں کہ جب حضرت شیخ الحدیثؒ چار سال چار ماہ کے ہوئے تو آپ کی رسم بسم اللہ ادا کی گئی، رب یسرولاتعسر وتمم بالخیر کہلوا کہ اب ت ث کا قاعدہ شروع کرایا گیا، بچپن میں بھی ذہن دینی تھا، رسم بسم اللہ سے قبل بھی آپ اذان اور مسجد جاتے اور نماز کی ہیئتیں بناتے اور نقلیں وغیرہ اتار لیا کرتے، اسی عمر ۴ تا ۵ سال میں سنت ختنہ ادا ہوئی، ختنہ کی تقریب میں والد گرامی نے بڑا اہتمام کر رکھا تھا صالحین اور اہل اللہ کو دعا کیلئے جمع کیا

ناظرہ قرآن کی تعلیم:

ناظرہ قرآن مجید کچھ والد صاحب اور کچھ مجھ سے پڑھا، ابتداء میں خط غالباً حاجی صاحب قصابان سے سیکھتے رہے۔

شوق خطابت:

ابھی چھ سال کی عمر تھی کہ مسجد میں منبر پر بیٹھ جاتے اور اونچی آواز سے ان اللہ وملئکۃ یصلون علی النبی الخ پڑھتے اور کبھی انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب پڑھتے اور اس کا ترجمہ سناتے۔

خاندانی یادداشتیں:

حضرت والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ۱۹۱۹ء یاد ہے، جب ہم اسے تختی پر لکھا کرتے تھے۔

ہجرت کابل: کابل کو ہجرت کے واقعات کے ضمن میں حضرت نے فرمایا کہ میرے والد صاحبؒ نے بھی انگریزوں کے دور میں کابل کو ہجرت کرنے کیلئے بیل گاڑی خریدی تھی۔ تاکہ موقعہ ملتے ہی ہجرت کریں، بال بچوں اور سامان وغیرہ کیلئے وہ بیل گاڑی کو مفید سمجھتے تھے۔ ہم اس وقت بہت خوش ہو رہے تھے کہ چلو اسباق کی چھٹی ہوگی۔

حضرت کے پہلے استاذ حاجی صاحب مسجد قصابان: صوفی فنا فی اللہ، اخلاص وتقویٰ کا نمونہ، استاذ العلماء، حاجی صاحب مسجد قصابان کی وفات ۹ رمضان ۷۵ھ بمطابق ۲۰ اپریل ۵۶ء، ۸ بجے صبح ہوئی مسجد کے دروازہ میں دفن ہوئے نوجوانی میں مشرق وسطیٰ وغیرہ کی سیر وسیاحت کی، نصف صدی تک اکوڑہ میں اپنے تصوف، کتب نظم فارسی خصوصاً مثنوی روم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے، احقر (سمیع الحق) کو بھی بچپن میں دس سال کی عمر اپنے جد امجد کے حکم پر گلستان پڑھائی، حضرت والد صاحب نے بچپن میں ان سے نظم کی کتابیں پڑھیں، (مجھے بچپن سے بلاد مقدسہ اور سیر وسیاحت کی باتوں سے بڑا شغف رہا۔) ان سے کرید کرید کر یہ حالات پوچھتا رہتا۔ اور وہ بڑی شفقت سے سناتے۔ والد صاحب سے انتہائی شفقت اور محبت تھی، آپ جب بھی تعطیلات دیوبند سے آتے تو اپنے ہاں ضرور کباب (اکوڑہ خٹک کے چپلی کباب کی اس زمانہ میں بڑی شہرت تھی) کی پر تکلف دعوت فرماتے۔

والد صاحب بھی عید وغیرہ کے مواقع پر رات کو کسی نہ کسی طرح وقت نکال کر سلام کے لئے حاضری دیتے اور اکثر میرے ہاتھ پر کچھ ہدیہ بھی بھیج دیتے اور کہلواتے کہ میرے لئے دعا کریں اور ناراض نہ ہوں مجھے

فرصت نہ تھی ورنہ خود حاضر ہوتا۔

اکوڑہ کے رئیس خان اعلیٰ محمد زمان خان جو علماء وصلحا کے گرویدہ اور صاحب علم وتقویٰ بزرگ تھے' انہوں نے علماء وصلحا سے ملنے کی خواہش ظاہر کی' ضعف کی حالت میں ہماری مسجد (مسجد قدیم دارالعلوم حقانیہ) میں آئے حاجی صاحب قصابان (مرحوم) بھی وہاں تشریف لائے یہ ان کی ہماری مسجد میں آخری تشریف آوری تھی۔ اور یہ میری خوش قسمتی تھی کہ وفات سے دو روز قبل ۷ رمضان کو نماز مغرب میں ان سے میری آخری ملاقات ہوگئی۔

مولانا عبدالقادر کی شاگردی اور اکوڑی کیمبلپور کا سفر:

والد صاحب نے حاجی محمد یوسف کو فرمایا کہ میں نے آپ کے والد مولانا عبدالقادر سے زنجانی پڑھی ہے۔

دادی نے فرمایا ۸ سال کی عمر میں صَرف میر یاد کرانے کے لئے مولوی صاحب (مولانا عبدالحق) کو والد نے اکوڑی کیملپور وہاں کسی تعلق اور واقفیت کی بناء پر روانہ کردیا۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے درج ذیل فہرست کے مطابق اساتذہ علم سے استفادہ کیا:

(۱) حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی......بخاری شریف' ترمذی شریف

(۲) حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب...... بیضاوی' ہدایہ آخرین' موطا امام مالک (جس کا دارالعلوم دیوبند میں بالالتزام درس ہوتا تھا)

(۳) مولانا محمد ابراہیم بلیاوی......امور عامہ' شرح اشارات' مسلم شریف' توضیح وتلویح' مسلم الثبوت

(۴) حضرت مولانا رسول خان صاحب......صدرا' شمس بازغہ' طحاوی شریف' شرح عقائد جامی رشیدیہ

(۵) حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب......مشکوٰۃ شریف اور شرح نخبہ

(۶) حضرت مولانا نبیہ حسن صاحب......جلالین شریف

(۷) حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری......ابن ماجہ

(۸) حضرت مولانا اصغر حسین دیوبندی......ابوداؤد شریف

(۹) حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب کانپوری' صدر مدرس اندر کوٹ (حضرت مولانا احمد حسن کانپوری محشی حمداللہ کے فرزند ارجمند)..........ہدایہ اولین

شادی اور سسرال (یعنی مولانا سمیع الحق کا ننھیال): میرے بڑے ماموں الحاج سیف الرحمٰن صاحب جہانگیرہ سے حضرت قدس سرہ کی شادی اور خاندان کے بارہ میں حسب ذیل تفصیلات معلوم ہوئیں۔

میری والدہ ماجدہ کا نام ونسب یہ ہے سیدہ بی بی ہاجرہ بنت عبدالغفار بن محمد طاہر بن محمد دیدار ہے پر ملی (ملاؤ) چھچھ میں دریا کے قریب محمد دیدار کا مزار زیارت گاہ عوام وخواص ہے غالبًا ان کے لڑکے محمد طاہر نے

جہانگیرہ میں سکونت اختیار کی جو دریا کے راستہ سے بہت قریب پڑتا ہے والدہ ماجدہ کی ولادت ۱۹۱۶ء میں ہوئی ان کے بڑے بھائی میرے ماموں حاجی سیف الرحمٰن کی ولادت ۱۹۰۶ء میں اور دوسرے بھائی مولانا الحاج عبدالحنان فاضل دیوبند کی ولادت ۱۹۱۲ء میں ہوئی۔ آپ کی سب سے بڑی بہن زلیخا بی بی زوجہ قاضی عزیز الرحمٰن کی ولادت ۱۸۹۸ء دوسری بہن بی بی حوا زوجہ میاں مطلب شاہ کی ولادت ہوئی)

انہوں نے کچھ تعلیم گھر پر حاصل کی پھر دارالعلوم دیوبند گئے۔ وہاں حضرت شیخ الحدیث اور مولانا عبدالحنان ہم درس ہوئے بوجہ بیماری مولانا عبدالحنان دورہ حدیث میں شرکت نہ کر سکے اور اس سال انہوں نے ادب وغیرہ کی کتابیں پڑھیں والد ماجد کی شادی ۱۹۳۵ء میں ہوئی۔ پیغام و پیام نکاح کا سلسلہ جناب قاضی عزیز الرحمٰن جہانگیروی کے اشارہ پر شروع ہوا۔ جدِ امجد مرحوم اس سلسلہ میں آنے جانے لگے۔ ماموں سیف الرحمٰن نے دیوبند سے اپنے بھائی مولانا عبدالحنان سے مشورہ لینا چاہا' انہوں نے معاصرت کی وجہ سے یا بوجوہ انکار کردیا مگر ماموں سیف الرحمٰن صاحب انہیں راضی کرنے کیلئے خط وکتابت جاری رکھی۔ دیوبند میں مولانا عبدالحنان بیمار ہوئے تو بڑے بھائی سیف الرحمٰن علاج معالجے کیلئے وہاں گئے' اسی رات حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا انتقال ہوا۔ ماموں صاحب نے مولانا مدنی مرحوم سے سفارشی رقعہ لیا اور مولانا عبدالحنان کو بغرض علاج (حکیم) نابینا مرحوم کے پاس لے گئے' واپس ہوئے تو بھائی کو مولانا مدنی مرحوم کے ساتھ نکاح کے سلسلہ میں مشورہ کرنے کو کہا معلوم نہیں کہ انہوں نے حضرتؒ سے مشورہ کیا یا نہیں مگر حضرت مولانا عبدالسمیع دیوبندیؒ مرحوم کے ساتھ گفتگو کی انہوں نے مشورہ دیا کہ عالم کے ساتھ دوستی اور رشتہ ہر چند مفید ہے عنداللہ بھی اجر ہوگا۔ اور اچھے خاندان کی وجہ سے دنیا میں بھی سب وشتم گالی ملامت سے محفوظ رہو گے: آخر مولانا عبدالحنان راضی ہوگئے۔

شادی میں انگریزوں سے تعاون نہ کرنے کا متفقہ تحریری فیصلہ:

والد ماجدؒ کی شادی میں اکثر معززین اور سرحد کے ممتاز علماء نے شرکت کی۔ برات جہانگیرہ گئی تو اکثر علماء وخوانین مثلاً مروت مولانا صاحب نوشہروی' صاحب حق صاحب' جناب خان بہادر محمد زمان خان خٹک اور دیگر دیوبندی رفقاء وعلماء احباب موجود تھے۔ (قاضی عزیز الرحمٰن نے دعوت طعام کا اہتمام کیا) رات بھر جہانگیرہ میں مجلس وعظ رہا۔ علماء کرام تقاریر کرتے رہے اس موقع پر خان بہادر خان مرحوم کی تحریک پر ایک متفقہ فیصلہ بھی لکھوایا گیا کہ انگریزوں سے ہر قسم کی اعانت حرام ہے۔ یہ فیصلہ قلمبند کیا گیا اور علماء نے اس پر دستخط کیے۔ (روایت مولانا الحاج سیف الرحمٰن صاحب جہانگیرہ)

میری نانی صاحبہ جہانگیرہ کے مزار پر کتبہ درج ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تاریخ وفات والدہ حاجی سیف الرحمٰن

عبدالحنان۔ ۱۴ مارچ ۱۹۳۷ء یکم محرم ۱۳۶۵ھ

شیخ الحدیثؒ کا سسرالی شجرہ نسب

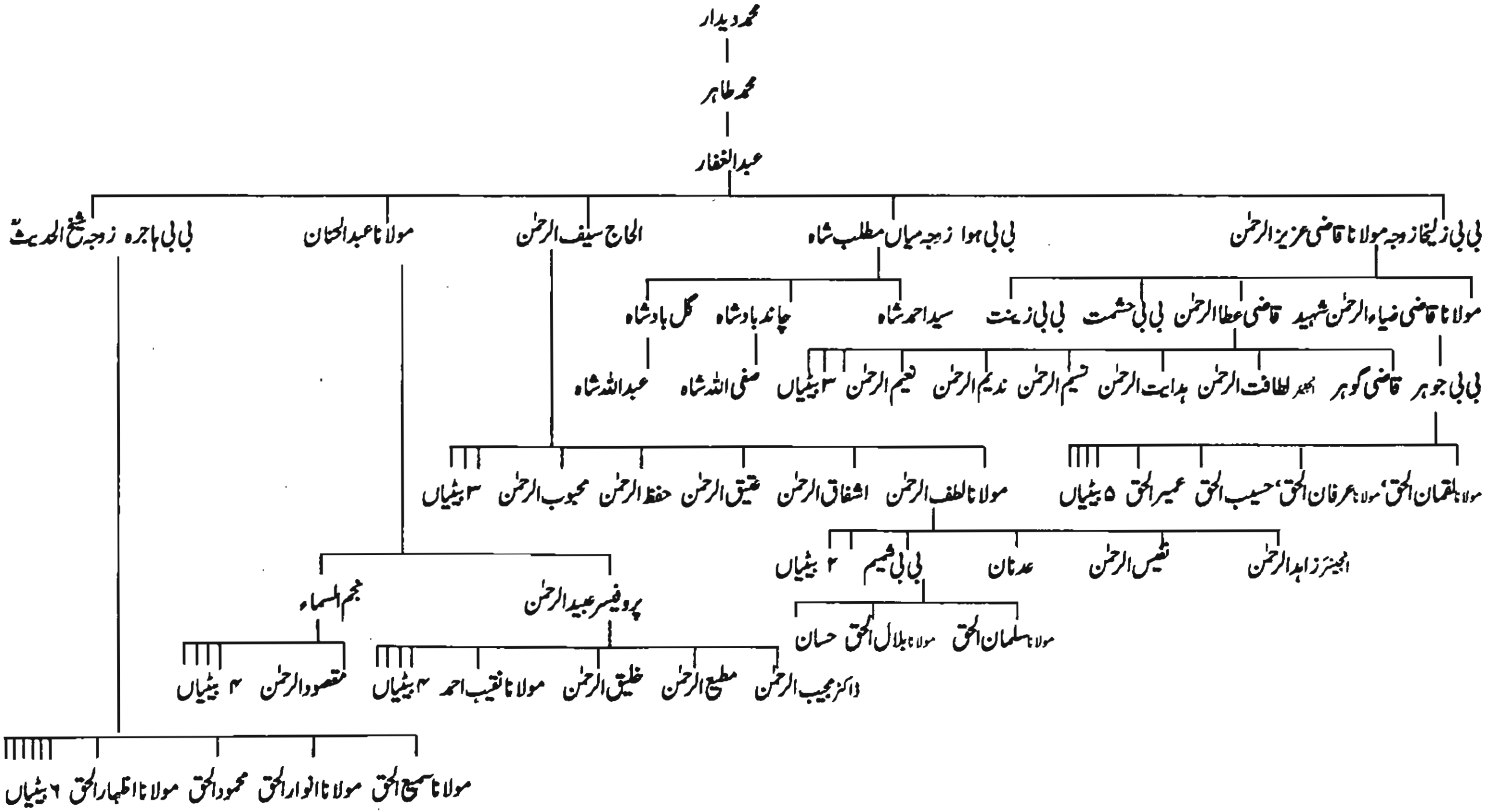

نئے سال (۵۹ء) کا افتتاح

سبحان الملک القدوس وله الحمد فی الاولیٰ والاخرة

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ○ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ○

بعض پسندیدہ اشعار:

○ تو داغ جگر را چہ شناسی کہ نبودست — جز از مئے گلرنگ بداماں تو داغے

(قاله الشيخ عبدالحق المحدث يخاطب به الفيضى)

○ لوکنت من مازن لم تستبح ابلى — "بنو اللقيطة من ذهل بن شيبانا

اذاً لقام بنصرى معشر خشن — عند الحفيظة ان ذو لوثة لانا

○ درد دل دارم بسے از خوئے آں زیبا نگار — فرصتے یارب کہ دل را پیش وے خالی کنم

(شیخ عبدالحقؒ بنام مجددؒ)

○ یہ حالت ہوگئی ایک ساقی کے نہ ہونے سے — کہ خُم کے خم بھری ہیں ُمے ُسے اور میخانہ خالی ہے

○ فضائے عشق پر تحریر کی اُس نے نوا ایسی — میسر جس سے آنکھوں کو ہے اب تک اشک عنابی

(الجمعیة ابوالکلام نمبر)

بخت خفتہ:

○ درازئ شب و بیدارئ من ایں ہمہ نیست — ز بخت من خبر آرید تا کجا خفت ست

○ میں نہ تفضیل کا قائل نہ مساوات کا ہاں — مجھ سے گمراہ کی ہدایت کو ہیں یکساں دونوں

(مکتوبات شیخ الاسلام ج۔سوم)

الجمعیة کا آزاد نمبر اور عربی مجلّات کی وصولی' دارالعلوم کے لوڈ سپیکر کی خریداری:

۹/جنوری ۵۹ء: مولانا محمد میاں صاحب زید مجدہ نے الجمعیۃ دہلی کا ابوالکلام آزاد نمبر سے نوازا ہے۔

☆ مجلّہ "الازہر" اور "الحج" برادرم عزیز سے وصول کئے۔

۱۲/جنوری: دارالعلوم کے لئے لاؤڈ اسپیکر خریدا گیا۔

۱۳/جنوری: جمعیۃ الطلباء دارالعلوم حقانیہ کے اجلاس کا انعقاد ہوا۔

۲۳/جنوری: برادرم مولانا عبداللہ کاکاخیل کی جانب سے مجلّہ "الازہر" موصول ہوا۔اور برادرم

سعید الرحمٰن کا خط بھی ملا۔

۲۶ جنوری: حضرت قاری محمد طیب صاحب نے مسودہ تقریر نظر ثانی کے بعد واپس کردی۔ حضرت والا نے تقریباً ازسرِ نوتحریر فرمایا ہے۔

تبلیغی اجتماع میں شرکت:

۲۹ جنوری: **الذهاب الی بشاور مع الاخ شیر علی شاہ والشرکة فی الاحتفال الکبیر لطائفة الهادیه المهدیة وارثه فرائض النبوة الجماعة التبلیغیه التی اسسها الشیخ المجاهد المبلغ مولانا محمد الیاس دهلوی۔ کانت للاجتماع برکات واثرات یسعدبه الشرکاء ان شاء الله تعالیٰ ....**

ترجمہ: برادرم مولانا شیر علی شاہ کے ہمراہ تبلیغی جماعت کے پشاور کے بہت بڑے اجتماع میں شرکت کی' جہاں مولانا محمد یوسف دہلوی فرزندی بانی تبلیغ مولانا الیاس صاحب کے بیان سے مستفید ہوئے۔ اور پھر ان کے ساتھ مجلس بھی رہی' یہاں مولانا حامد میاں صاحب ابن مولانا محمد میاں الدہلوی محبت اور مخلص مولانا محمد اشرف صاحب و دیگر رفقاء سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ رات اجتماع کے قریب ایک مسجد گنج علی خان میں گزاری۔ اجتماع میں ترکی اور بعض دیگر ملکوں سے آئی ہوئی جماعتوں سے ملاقاتیں کرنے کا بھی اتفاق ہوا۔ اللہ کے راستے میں اُن کے مساعی و شوق اور جذبات دیکھ کر ہمیں احساس ندامت ہوا کہ ہم اِن کی طرح جدوجہد و جذبہ سے عاری کیوں ہیں؟

وان فی ذلك لذکریٰ للقاصرین والساقطین من امثالنا۔

نماز جمعہ ہم نے اگلے دن مسجد قاسم علی خان میں مولانا عبدالقیوم پوپلزئی کی اقتداء میں پڑھی۔

سہ پہر چار بجے پشاور سے واپسی ہوئی۔ نوشہرہ بس اڈے پر الحاج محمد یوسف (رکن حقانیہ) سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنے ساتھ مردان روانہ کیا' جہاں رات محب مخلص مولانا سعد الدین کے ہاں ٹھہرے اور اگلی صبح بخیر و عافیت اکوڑہ واپسی ہوئی۔

۷۔۸/فروری: رات گئے تک برادرم شیر علی شاہ اور مَیں حضرت قاری صاحب کے مسودہ تقریر ''انسانی فضیلت کا راز'' کی تہذیب و تبیض میں لگے رہے۔ احقر نے کتاب کا پیش لفظ بھی لکھا اور سرخیاں اور عنوانات لگائے۔ صبح پشاور جا کر تقریر کا مسودہ کاتب کے حوالہ کیا۔ پہلی قسط کتابت کے بعد نشر کردی گئی۔ شام کو پشاور سے واپسی ہوئی۔

☆ امام الہند آزاد مرحوم کے خطوط کا مجموعہ بنام غلام رسول مہر ''نقش آغاز'' چھ روپے کا خریدا۔

استاد محمد یوسف کی طرف سے المجلۃ ''الازھر'' کا ہدیہ:

۱۰ فروری: اهدی الی الاستاد محمد یوسف عضو الثقافة الجمهوریه العربیة فی الباکستان

عطیه رسالة "الازهر" بتلميح الاخ المخلص العزيز عبدالله الكاكاخيلي والحريدة مزينة بامضاء التقديم من الاستاذ المذكور وقال مرحواً ان نلاقيك ان شاء الله تعالىٰ۔ ولعل الاستاذ الفضيلة يدرس فی الجامعة العربيه كراتشي الفن العربی۔ واننا نشكره حزيل الشكر

دارالعلوم کے تجوید کے امتحانات اور مردان شوگر ملز کی سیر:

۱۱۔۱۲ فروری: دارالعلوم حقانیہ کے تجوید کے امتحانات لینے کے لئے مولانا قاری محمد امین صاحب اور مولانا سعدالدین صاحب تشریف لائے۔شعبہ تجوید کے امتحانات بخیر وخوبی تکمیل پذیر ہوئے۔ اگلے دن قاری صاحب مولانا سعدالدین کے ہمراہ مردان گئے' میں بھی ساتھ تھا اور ماموں زاد اشفاق الرحمٰن کی معیت میں مردان شوگر ملز کا معائنہ کیا۔مشینی دور کے ترقیات کو دیکھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔کہا جاتا ہے کہ یہ ایشیاء کی سب سے بڑی مِل ہے۔نماز جمعہ مسجد میں قاری محمد امین صاحب نے پڑھائی۔نماز سے قبل انہوں نے مفصل خطاب کیا۔مغرب کے بعد چھ بجے ٹرین سے واپسی ہوئی۔

سالانہ امتحانات اور پرچہ جات:

۱۴ فروری: آج سے دارالعلوم کے تحریری امتحانات کا آغاز ہوا۔ پہلا پرچہ مسلم شریف کا تھا۔

۱۵ فروری: آج ترمذی شریف کا پرچہ تھا' ترمذی کے سوالات یہ تھے۔(۱) الاستحاضہ۔(۲) الخمس فی الركاز والمعدن (۳) القسامة

۱۶ فروری: ابوداؤد شریف کا پرچہ ان سوالات پر مشتمل تھا۔ (۱) وجوب اضحیہ کے دلائل

(۲) الغسل للاسلام (۳) مدت اللقطه والتصرف فيها و كيف هو لبنوهاشم ؟

☆ برادرم شیر علی شاہ صاحب کی معیت میں پشاور بسلسلہ تقریر قاری محمد طیب صاحب جانا ہوا۔یہاں کتابت شدہ کاپیوں کی تصحیح اور پھر رات گئے تک باقی مسودات کی کتابت کرائی گئی۔رات کاتبین کے ہاں قیام کیا۔ صبح ۴ بجے بس اسٹینڈ پہنچا تاکہ پہلی گاڑی کے ذریعے پہنچ کر بخاری شریف کے پرچے میں شرکت کرسکوں۔

۱۷ فروری: شاہین برقی پریس کو کتابت شدہ کاپیاں چھپائی کیلئے دے دی گئیں۔بخاری شریف کا پرچہ خوب رہا۔ سوالات یہ تھے۔(۱) جمعہ فی القریٰ (۲) مزارعۃ کے اقسام اور مذاہب ائمہ (۳) مسلک ابن عباس دربارہ توبۃ قاتل

پرچہ نسائی شریف (۱) تعريف الحديث ودليل حجيته . وتاويل قول عمريكفينا كتاب الله وممانعت النبی عن الكتابة كيف كان؟ (۲) الاستقبال والاستدبار الى القبلة (۳) اشتراط النية فی الوضوء وحديث السنا کی: انما لكل امرء مانوی

وقد بسطت الكلام على حسب امرام فی اول المقام .واطلت الكلام فی الحديث وحجية.

مجلہ الفجر کے اہم مضامین:

طالعت مقالہ غریبۃ تاریخ فنون الحدیث

طبعت فی المجلۃ القدیمہ "مجلۃ الفجر" لعلھا کانت تصدر من مصر نصف القرن والمقالۃ الانیتقہ مقتطعہ (ش مجلۃ المنار العراء من المجلد ۲۲ الجزء ۲)

واحسب ان تکون نصاحب الفضیلۃ العلامہ رشید رضا مرحوم وفیھا من مقالات زاھرۃ غیر ذلک یثلج بہ الصدور.

تحریم الخمر. سقوط الدولۃ الامویۃ . التمثیل عندنا. اکسیر الحیات کتاب السموم. الدروس العلیا. ابیات العاوات عندالعرب ونبذۃ من حیات بطل المقامات الحریری. الاسلام الاختبارات السنویۃ

رات کو اختتامی درس حدیث:

۱۹۔۲۰ فروری: بخاری شریف کا آخری درس ہوا ہمارے دورہ حدیث کا سال ہے آخری پارہ رات کے بارہ بجے ہوا۔قرأت اس سیہ کار کی قسمت میں آئی دوسرے دن میرے والد استاد اور مرشد نے بعد از نماز جمعہ ختم بخاری شریف کرایا' الوداعی تقریر نہایت پر درد تھی سینکڑوں افراد جمع تھے ہم سب رفقاء درس ان سعیکم لشتی کے چوراہے پر ہیں' جدائی کے غم کے جذبات شیخ اور تلامذہ سب پر نمایاں تھے۔اللھم احترنا لخدمۃ دین نبینا الکریم اللھم جعل حیاتنا ومما تنا لوجھک الکریم ولنشر الدین القویم واعلاء کلامک الحکیم

☆ قاری محمد طیب صاحب دیوبندی کی تقریر انسانی فضیلت کا راز الحمدللہ طویل تگ و دو کے بعد چھپ کر آ گئی ہے۔ یہ تقریر مولانا عبدالحنان جہانگیروی' مولانا خیر الامان منگلوری' مولانا عزیز الرحمٰن حیدری اور مولانا سعید الرحمٰن کو ہدیۃً ارسال کردی۔

☆ ۱۹ فروری کو ابن ماجہ' ۲۰ کو موطا امام مالک' ۲۱ کو طحاوی شریف' ۲۲ کو موطا امام محمد کے امتحانات ہوئے۔

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کی عظیم تصنیف "النبی الخاتم" اور امام ابن تیمیہؒ کی عمدہ تصنیف اقتضاء الصراط المستقیم" کے بارے میں جذبات ومطالعہ:

۲۲ فروری: تفضل الاخ عزیز الحیدری بارسال الکتاب الحافل الزاھر ' "النبی الخاتم" للشیخ المرحوم الاستاد الکبیر المغفور علامہ مناظر احسن گیلانیؒ وھو من اھم مصنفاتہ صغیر الحجم ولکن کبیر المنزلۃ ومن اعلیٰ واحلی مصنفاتہ الاردویۃ فی السیرۃ النبوی والکتاب مکتوب بسودا ء القلب وقوۃ الایمان وبفرط العشق .یرتجز القلوب وترتج بہ الاذھان ویثلج بہ

الصدور ویجلی به الایمان .ونشکر الله یسقی المصنف بشآبیب الغفران.

☆ شرعت مطالعة الکتاب الجلیل "اقتضاء الصراط المستقیم" لامام ابن تیمة وھوغنی عن التعریف والنقد ومن یمدح الشمس فھو یمدح النفس .نسئل الله توفیق الاتمام والاستفاده والافھام والتفھیم والشرح الصدر و وعی المرام.

رفقاء درسِ حدیث کی جدائی

۲۳ فروری: ان سعیکم لشتیٰ. کے مصداق آج ہم سب رفقاء درس کے ہجر وفراق کا موقع آن پہنچا۔ اللھم ربنا الکریم انجحنا فی مقاصدنا واخلص لنا اعمالنا واجعل محیانا ومماتنا خالصة لوجھک الکریم اللھم اخترنا لخدمة دین نبینا الکریم واعذنا من فتن الدھر وحوادث الایام ماظھرمنھا وما بطن ونعوذبک من الحور بعدالکور .

۲۴ فروری: آج مردان سے پشاور گیا' جہاں خلیق صاحب مکتبہ ادارہ اشاعت سرحد اور جناب مولانا فضل منان صاحب' مکتبہ علمیہ سے ملاقات کی۔اورانہیں انسانی فضیلت کا راز ایک ہزار کی تعداد میں دیئے۔

والد ماجد کے سفر:

۲۵ فروری: والد صاحب ملتان' راولپنڈی' بنوں اور کرک کے دورے پر روانہ ہوئے۔ برادرم شیر علی شاہ بھی ان کے ہمراہ ہیں۔حضرت والد ماجد ان شہروں کے بڑے بڑے مدارس کے سالانہ جلسہائے دستار بندی میں خطاب فرمائیں گے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بخیر وسلامتی واپسی ہو۔

حاجی حبیب الرحمٰن صاحب نوشہروی کے عزیز کے نکاح میں شرکت اور زیارت کاکا صاحب میں بدعات پرافسوس:

۲۸ :فروری: ذھبنا الی نوشھرة لاجابة دعوة الحاج حبیب الرحمن بتقریب لنکاح احد اقاربه. وذھبت بعد الظھر الی "زیارت کاکا صاحبؒ للقاء الاخ سید عبدالله کاکاخیل ولکنّه ذھب الی بلدته الزرعیة رجعت آسفاً وزرت روضة الشیخ رحمکار وصلیت العصر فی مسجده وکنت شدید الاحساس والنکیر لمایحدث ھناك من البدع والآثام بل الشرك الجلی. اعاذنا الله منه والذی سبقت لھم منه الحسنیٰ اولئك عنھا مبعدون. شکرالله مساعی العلماء وائمة الحق تذنفو الشرك من الدین اوضحوا رسوم البدعة ولاسیما الشیخ الامام المجدد ابن تیمیةؒ فانه قد وافی واکمل فی ذلك الباب وکتابه "اقتضاء الصراط المستقیم " دائرة المعارف لمنکرات الوقت ومحدثات العصر وفیه دواء وجواب لھا

رفیق عزیز حیدری کے ساتھ مردان اور پشاور کا سفر:

☆ نبّانی رجل فی نوشهرة من مجئی الاخ عزیز حیدری واعطانی کتابه وفیه انه ینتظرنی فی مصنع الشکر فی تحت بهائی فوصلت به فی الثلث الاول من اللیل ولاقیت معه الاخ رفیق احمد رفیقه اللاهوری۔وتبنا فی المصنع مع بعض متعارفیه ثم ذهبنا علی صباح الاولیٰ من مارس الیٰ مردان فی اوتوبس وفتشنا الاخ المحب والاستاذ مولانا سعد الدین لانه طلب خمسین رسائل من کتاب "انسانی فضیلت کاراز" للبعض تجار الکتب فما وجدناه واعطانا الکتب صاحب المکتبة میاں مسعود ثم ذهبنا الی بشاور علی طریق جارسده۔وکان الیوم ممطرًا وکان الاخ رفیق احمد یرید العود الی لاهور فی قطار "خیبر میل" فشیعناه و ودّعناه فی محطة بشاور فی الساعة العاشرة من اللیل۔وبتنا فی فندق "کوه نور" ورجعنا صباحاً الی البلد وذهب الاخ عزیز الی بلدته۔

مولانا غورغشتوی کی آمد:

۳مارچ ۵۹ء: مولانا نصیر الدین غورغشتوی صاحبؒ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور پھر بنوں کے کسی جلسے میں چلے گئے۔

شیخ الحدیثؒ کے سفرملتان کے احوال پرمبنی مولانا شیر علی شاہ کا خط اور مولانا لاہوریؒ کے دورہ میں شرکت کی اجازت:

☆ اتانی کتاب الاخ شیر علی شاه من ملتان مشتملً علی احوال سفره مع الوالد مدظله۔ وبیان کیفیة لقاء الوالد مع الشیخ الشاه عطاء الله شاه وغیرهم کبار العلماء واجلة العظام ویبشرنی باجازة الوالد الی ترجمة الشیخ الاهوری مولانا احمد علی۔واسئل الله ان یوفقنی لذلك وان یشرح صدری لفهم القرآن وان اعمل به ونشره۔

عرس کی بدعت:

ینعقد الیوم عرس "للثالوثیین" فی اکوره وهو بدعة قبیحة رائجة من وقت حیاث والدهم وامرشدهم فی الدین یتهیا للغاوین مواقع الاثم والعدوان وتلك الاعیاد من صفات الجاهلیة ونسبته بعبدة الاصنام واهل الکتاب۔ وهذا لیست اول قارورة کسرت فی الاسلام وکم من مرة رُمی الحق بایدی المتصوفین والمتعبدین والمتشبهین فی الرهبانیة وتاویلهم فی السنة وابداعهم الرسومات والطرق۔

○ صادفنی فی قلعتی الاخ العزیز سعید الرحمن بعدالعشاء فرحنا کثیراً باللقاء بعد ایام کثیرة وتحدّثنا بکل مارأینا فی تلك الایام۔ الی الصباح وسمعنا خطاب الشیخ محمد ادریس کاندهلوی۔فی المحفلة

۵ مارچ: برادرم سعید اپنے گاؤں واپس ہوگئے ○ آج میں نے رفیق عزیز عبداللہ کاکا خیل کو خط بھی بھیجا۔

○ نسیم حجازی کی معروف کتاب ''اور تلوار ٹوٹ گئی'' کا مطالعہ شروع کیا۔

حضرت لاہوریؒ کے دورۂ تفسیر میں:

۹۔۱۰ مارچ: مولانا احمد علی صاحب مدظلہ کے دورۂ تفسیر میں شرکت کے لئے لاہور روانگی۔

○ اگلی صبح بخیر و عافیت لاہور پہنچا۔

۱۱ مارچ: حضرت لاہوری کے زیر درس دورہ تفسیر کا افتتاح ہوا۔

حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے ملاقات:

اسی دورہ تفسیر کے دوران حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے مولانا سمیع الحق کی ملاقاتیں ہوئیں۔ اُس کی یادیں بھی پیش ہیں: (از مرتب)

شاہ جی کے بارہ میں مولانا سمیع الحق کے تاثرات

کل تک گردش میں جس ساقی کے پیمانے رہے
رو رہی ہے آج ایک ٹوٹی ہوئی مینا اسے

رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ کا زمانہ کتنا پُر کیف اور پُر لطف تھا، اور کتنے حسین وجمیل تھے زندگی کے وہ چند ایام جو لاہور کے بقیۃ السلف حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ کی صحبت میں گذرے، ایک طرف رمضان کا مبارک مہینہ پورے برکات سے سایہ فگن دوسری طرف صبح وشام حضرت الاستاذ مدظلہٗ کے درس میں قرآن مجید کے علوم ومعارف کا ذکر و مذاکرہ، روحانی فیوضات کی ہر طرف بارش، پوری فضا روحانیت میں بسی ہوئی تھی اور مجھ جیسے نامۂ سیاہ پراگندہ خاطر انسان کو بھی چین وسکون کی دولت نصیب تھی۔ زہے نصیب، ایک مردِ کامل اور شیخ کے جوار میں قیام وسکونت اور خصوصی شفقتوں کی دولت حاصل ہو رہی تھی۔

نظر میں ہے اب تک وہ رنگین زمانہ
نشیلا نشیلا سُہانا سُہانا

۸ رمضان المبارک کو ایک دن حوض پر وضو کر رہا تھا، عصر کی جماعت ہو چکی تھی اور وضو سے فارغ ہو کر پیچھے مُڑا، کچھ مبہوت سا رہ گیا، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمۃ دو تین افراد کا سہارا لیے گرتے تھامتے کھڑے ہیں۔

برٹش سامراج کو للکارتے ہوئے اس ضیغم اسلام کی چال میں لڑکھڑاہٹ تھی۔ وہ مہیب اور پُر وقار وجیہہ چہرہ جس کے خدوخال میں کسی یورپین عیسائی افسر نے حضرت عیسیٰ مسیح السلام کی جھلک دیکھی تھی اور جس نے اُس وجیھاً فی الدنیا والآخرۃ پیغمبرؑ کا اسٹیجو اور تمثیل اس بارُعب چہرے کو قرار دیا تھا، اب ایک نحیف لاغر ڈھانچہ تھا مگر پھر بھی اس کا رُواں رُواں اس سکون وطمانیت، جلال و وقار میں بسا ہوا معلوم ہو رہا تھا جس کا جلوہ صرف حق تعالیٰ

کے مقربین میں ہوتا ہے۔ اذا راؤ ذکر اللّٰہ (الحدیث) حیرت، گھبراہٹ کے ملے جُلے جذبات لیے آگے بڑھا، مصافحہ کیا۔ چند لمحے بعد پہنچانا، فرمایا سمیع ہو؟ پیار سے سینے سے لگایا۔ ابھی مولانا لاہوری مدظلہ اپنے کمرہ میں تشریف نہیں لائے تھے اور نہ انکو شاہ جیؒ کی اطلاع ہوئی تھی۔ اس لیے میں شاہ جیؒ کو اپنے کمرے میں لے گیا۔ فرمایا چٹائی پر ہی بستر ہ بچھاؤ، لیٹ گئے۔ برادر محترم مولانا شیر علی شاہ مدرس دارالعلوم حقانیہ میرے رفیق سفر و قیام تھے ہم نے جلدی جلدی پاؤں اور کمر دبانا شروع کیا۔ ہم نے کہا حضرت صحت بہت گر گئی ہے، فرمانے لگے ہاں! آخر گرنا ہے بقا صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اتنے میں مولانا لاہوری تشریف لائے۔ دونوں بزرگ جس والہانہ شوق اور محبت سے ملے۔ قرآن السعدین کے اس دلکش نظارے کا تصور اب بھی دل و دماغ کو عجیب فرحت بخشتا ہے۔ چند لمحوں کے لیے فضا ساکت اور خاموش تھی اور پھر حضرت لاہوری انہیں ساتھ ہی اپنے کمرے میں لے گئے اور میں اس خیال سے سرشار تھا کہ اس عارضی مستقر کو ایک بطلِ جلیل کے چند ساعات نزول کی سعادت حاصل ہوئی۔ مجھے خوب یاد تھا جب حضرت قدس سرہ العزیز دارالعلوم حقانیہ کے سالانہ جلسوں میں تشریف لایا کرتے تھے تو پشاور کی قہوہ چائے کو بہت پسند فرماتے تھے۔ میں نے یہاں بھی عشاء کے بعد قہوہ تیار کرانے کی اجازت مانگی، بخوشی قبول فرمایا مگر ذیابیطس کی وجہ سے میٹھا نہ کرنے کی ہدایت کی، قہوہ چائے تیار کر کے پیش کی، بڑے شوق سے نوش فرمائی۔ حضرت لاہوریؒ کچھ دیر بیٹھ کر دولت خانہ تشریف لے گئے۔ ہم نے حضرت شاہ جی کو حضرت لاہوری کے بے پناہ اشغال اور پھر انکی صحت کے گرتے جانے کا ذکر کیا۔ فرمایا جی ہاں اس معمہ کو میں بھی نہیں حل کر سکا۔ میں اور گھر والے کئی پہروں سوچتے ہیں کہ یہ بندہ خدا کرتا کیا کچھ ہے اور کھاتا کیا ہے۔ ہم ان کا کھانا تولتے ہیں اور پھر انکے شب و روز عظیم مشاغل کو دیکھتے ہیں، فرمایا ہاں ان لوگوں کا معاملہ ہی اور ہے۔ انکی زندگی کا دم خم ان اشغال و معروفیات سے ہے۔ یہ اگر آرام کریں (تو) پھر رہی سہی صحت بھی جواب دے دے۔

آپ رات گئے تک خوش طبعی، ظرافت و حکمت، عبرت و موعظت کے انمول موتی بکھیرتے رہے کہ کبھی مجلس کشت زار زعفران بن جاتی اور کبھی حاضرین درد و یاس کی گہرائیوں میں ڈوب جاتے، اب شاہ جیؒ پورے جوبن میں تھے اور برادر محترم صاحبزادہ مولانا عبیداللہ انور فرما رہے تھے کہ شاہ جیؒ پھر وہی شاہ جیؒ ہیں۔ ضعف و اضمحلال کے سارے آثار مٹ گئے اور چہرے میں سرخی اور نور کی وہی لہریں دوڑنے لگیں۔ حضرت لاہوریؒ کی اس قیام گاہ میں چند احباب کی اس محفل میں شاہ جیؒ نے علوم و حکم، طنز و مزاح، پیار و محبت کے وہ پھول نچھاور کیے جس سے دل و دماغ میں فرحت اور انبساط اور پھر حیرت و عبرت کی کتنی موجیں مضطرب ہوئیں اور پھر دب گئیں۔ کل تک جب وہ مجلس یاد آتی تو فرحت و ابتہاج کا باعث بنتی اور اب جب سوچتا ہوں تو سوہانِ روح ہے۔

اب رات ڈھل گئی تھی اور مجلس برخاست ہوئی، اس سیاہ کار کو حکم ہوا سمیع اپنا بستر یہاں اٹھالاؤ، بستر اٹھا

کرلایا اور شاہ جیؒ کی چارپائی کے ساتھ اُس مسند پر بٹھایا جس پر مخدوم العلماء والمسلمین حضرت مولانا لاہوری تنہائیوں میں مشغول ہوتے ہیں اور جلوتوں میں جہاں سے رُشد وہدایت کے خزانے تقسیم ہوتے ہیں۔ ابھی میری آنکھ لگی تھی کہ بڑھاپے، فالج، ذیابیطس کا شکار یہ ضعیف مجاہد دبے پاؤں اُٹھا، جب میری آنکھ کھلی تو یہ مردِ مؤمن میرے سرہانے مصلّے پر بیٹھے اپنے رب کے ساتھ مصروف عجز ونیاز تھا، دنیا و مافیہا سے بے پرواہ عشق الٰہی اور سوزِ درون میں مستغرق ''قُرۃ عینی فی الصلوٰۃ''۔ میں نے بستر سے اٹھنا چاہا۔ سختی سے منع کیا فرمایا سو جاؤ تمہیں سحری کیلئے بھی اٹھنا ہے اور پھر دن کو درس میں شریک ہونا ہے۔ تعمیل حکم لازمی تھی، لحاف میں منہ لپیٹ لیا۔ مگر عشق رسول ﷺ اور یادِ الٰہی سے معمور سینہ پورے زور سے لہٗ اَزِیْز کا زیز القدر کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔ بدقسمتی ہوتی اگر اس موقعہ کو غنیمت نہ جانتا اٹھا اور دعا کے لیے درخواست پیش کر دی۔ اس رات وہ خصوصی توجہات وشفقتیں نصیب ہوئیں جو مدت مدید کی تمناؤں اور آرزوؤں سے بھی شاید نصیب نہ ہوتیں۔

میں نے ایک بزرگ سے لاہور کے بارہ میں کچھ اشعار سُنے تھے جن میں ایک یاد ہے اور شاہ صاحبؒ فرمانے لگے سمیع! میں تمہیں آج ایک حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں، شاید ملاقات ہو یا نہ ہو کیونکہ میں تو اب جا رہا ہوں میں نے زندگی بھر کسی کی ذات کے بارہ میں مال ومتاع عزت وآبرو کی برائی کا تصور بھی نہیں کیا، الحمد للہ میں اس صفائی کا اثبات کر سکتا ہوں۔ پاؤں دبانے کے دوران میں نے کہا کہ یہ پاؤں حضرت الشیخ الامام الکبیر مولانا مدنی علیہ الرحمۃ نے دبائے تھے تو ہم یہ سعادت کیسے حاصل نہ کریں، فرمایا لاحول ولا قوۃ استغفر اللہ ایسا نہ کہیں۔ پھر سوچ میں ڈوب کر اُنگلی دانتوں میں دبا گئے، اور آہ بھرتے ہوئے فرمایا سب چلے گئے، حضرت مدنیؒ نے بھی رحلت فرمائی صرف میں اس قافلہ کا تنہا سپاہی رہ گیا ہوں۔ اللہ بھی ایک اُس کا رسول ﷺ بھی ایک اور آج اس پوری دنیا میں میں بھی تنہا ہوں۔

میں نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے بارہ میں پوچھا کہ حضرت نے اُن سے کیا حاصل کیا؟ شاہ جیؒ فرمانے لگے میں نے ان سے بہت کچھ حاصل کیا، میں نے جو کچھ پایا ان کے جوتوں کا صدقہ ہے۔ اس پورے ہندوستان میں میں نے ایسے وجیہہ وحسین چہرہ وجلال وجمال کے بزرگ نہیں دیکھے۔ ایک رات دیوبند میں تقریر کرنے کا ارادہ فرمایا، بھلا علم ومعرفت کے اس مرکز میں انکے سامنے تقریر کی کیا مجال تھی، میں نے انکار کیا تو فرمایا تمہیں تقریر کرنا پڑے گی، اب حکم سے سرتابی کی مجال کہاں تھی۔ تقریر عشاء کو شروع ہو کر رات کے تین بجے تک جاری رہی۔ حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کرسی پر تمام رات ایک ہی ہیئت میں پاؤں پر پاؤں رکھ کر بیٹھے رہے، پورے محو ہو کر سنتے رہے اور برابر آنسو جاری تھے، حالانکہ تقریر بھی ''وراثت'' جیسے خشک موضوع پر تھی اور پھر اختتام پر بے تحاشا دعائیں دیں۔ رہا اُن کا درس تو وہاں ہم جیسوں کی رسائی کہاں تھی۔ فرمایا حضرت مفتی محمد حسن صاحب

مدظلہٗ (رحمہ اللہ) میرے اُستاذ ہیں بڑے معقولی اور فلسفی، لیکن جب شاہ صاحب کشمیریؒ کے درس میں شریک ہوئے تو فرمانے لگے کہ جہل کا اعتراف لے کر ان کے درس میں شرکت کرنا پڑی، تو وہاں ہم جیسوں کی کیا مجال تھی۔ دوران گفتگو میں انہوں نے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے ان کے ہاتھ بیعت کرنے اور انہیں امیر شریعت منتخب کرنے کے واقعہ کو بھی بیان فرمایا۔ نیز اس ضمن میں فرمایا کہ میں نے زندگی میں تین افراد کو نماز پڑھتے دیکھا، خشوع وخضوع میں ڈوبی ہوئی نمازیں' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پڑھنے والے تڑپ تڑپ کر بھیک مانگ رہے ہیں، عاجزی اور ذلت ان کے ہر ہر جُو سے نمایاں ہوتی تھی۔ ایک علامہ انورشاہ علیہ الرحمۃ کی نماز، ایک مولانا ابوالکلام آزادؒ کی نماز، تیسرا نام غالباً پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کا لیا۔ دوران گفتگو میں ایک مرتبہ فرمایا، میری مایوسی قنوط کی حد تک پہنچ گئی ہے اور میری قنوط انکشاف حقیقت ہوا کرتی ہے کہ یہ لوگ مرنے کے بعد میرے دفنانے کی اجازت بھی دے دیں گے یا نہیں۔ زندگی کے آخری ادوار کے لیے ملتان کا انتخاب؟ اس کے بارہ میں فرمایا کہ یہ ایک مجذوب کی دعا کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہوا کہ تقسیم سے قبل ملتان کے ایک بہت بڑے اجتماع میں تقریر کر رہا تھا کہ اتنے میں مجمع سے ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور چیخ چیخ کر رونے لگا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگا کہ "(شاہ! اللہ تیرا اتھے مزار بنڑا دے) یعنی شاہ جی اللہ تعالیٰ تیرا مزار ادھر ہی بنا دے میں نے کہا کیوں کہ تم اس کے مجاور بن جاؤ۔ بات آئی گئی مگر اس قلندر کی دُعا مقبول معلوم ہوتی ہے"۔ عشاء کے بعد مولانا شیر علی شاہ صاحب نے کہا ہے۔ ؎ تمتع من شمیم عرار نجد فما بعد العشیۃ من عرار

فرمایا یہ تمہارا ساتھی بڑا خطرناک معلوم ہوتا ہے، اس نے شاعری شروع کر دی، پھر ایک سرد آہ کھینچی اور فرمایا: "ہاں شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک"۔ ایک ساتھی نے جوتے اُٹھانے کی کوشش کی، آپ نے منع کیا اور فرمایا۔ "اگر خواہ مخواہ اٹھانا ہے تو مجھے اٹھاؤ، تب دیکھوں دو چھٹانک جوتے اٹھا کر خوش ہوئے کہ شاہ جیؒ کا احترام کیا"۔

بہرحال سعادت اور مسرت سے بھرپور یہ ایک سہانی رات تھی جو زندگی میں نصیب ہوئی جس کی یادیں تاحینِ حیات دل ودماغ پر نقش رہیں گی۔

مولانا داؤد غزنوی کے ساتھ نماز عید:

۱۰ اپریل عیدالفطر: عید کی نماز مولانا داؤد غزنوی کی اقتداء میں منٹو پارک میں پڑھی۔ باقی سارا دن شالیمار باغ میں سیر وتفریح میں گزارا۔ عید بایتحال عدت یاعیدُ بما مضیٰ ام لامرٍ فیک تجدید

مولانا مودودی سے ملاقات: ۱۱ اپریل: مولانا مودودی سے سوا گھنٹے تک ملاقات رہی۔ اُن سے مختلف مسائل پر گفتگو ہوئی۔ جس میں مسئلہ وحدت ادیان' مسئلہ نسخ فی الدیات والاحکام' حیات الانبیاءؑ اور علم تفسیر

کے قابل مطالعہ کتب وغیرہ شامل ہیں۔

مفتی محمد حسن کی مجلس میں:

۱۵اپریل: ظہر کے بعد جامعہ اشرفیہ گیا۔ جہاں مفتی محمد حسن کے مجلس ملفوظات تھانوی میں شرکت کی۔ اور پھر اُن سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ نیز برادرم صاحبزادہ عبدالرحمٰن سے بھی ملا۔ رات کو پریس سے فون پر اُن سے ملنے کی اطلاع دی تھی۔

مجلات ''شمس الاسلام'' تذکرہ وغیرہ کا مطالعہ اور والد صاحب کی علالت کا مکتوب:

۱۶ اپریل: ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ زیرادارت مولانا سیاح الدین صاحب مولانا موصوف کی طرف سے موصول ہوا۔ مولانا نے قاری صاحب کی کتاب ''انسانی فضیلت کا راز'' پر وقیع الفاظ میں تبصرہ کیا ہے۔ صبح ۷ بجے مولانا اسحاق بھٹی مدیر ''الاعتصام'' عزیز حیدری کے تلاش کے لئے مغلپورہ لے گیا وہاں وہ ملے۔ گھر سے برادرم انوارالحق صاحب کا خط ملا والد ماجد کی علالت اور شوگر کے عارضہ کی اطلاع ہوئی' طبیعت کو شدید پریشانی ہوئی۔ برادرم سعید الرحمٰن' مولانا اسحاق کے خطوط ملے۔ شام کے بعد حضرت مولانا لاہوری کی مجلس ذکر میں شمولیت کی۔ دیوبند سے حضرت مولانا اسعد مدنیؒ کی نگرانی میں شائع ہونے والے رسالہ تذکرہ کا پہلا شمارہ دفتر خدام الدین صاحب سے حاصل کر کے پڑھا۔ شام کے بعد مولانا خدا بخش ملتانی صاحب سے ملاقات ہوئی۔

مولانا لاہوری کو ملفوظات مدنی کی قسط سنائی:

۱۷ اپریل: نماز فجر کے بعد حضرت لاہوری کو ملفوظات شیخ الاسلام کی وہ قسط سنوائی جو آئندہ ہفتے شائع ہونے والی ہے۔ جس میں انہوں نے مسٹر جناح کی طرف اشارہ پر مبنی سطر حذف کر دی۔

مولانا لاہوری اور خطبہ سے محضر نامہ پر دستخط:

☆ صبح حضرت لاہوری نے ایک خصوصی مجلس میں ایک محضر نامے پر طلباء سے دستخط لئے جس میں حکومت وقت سے اوقاف واملاک مساجد پر ٹیکس لگانے پر احتجاج ریکارڈ کیا گیا اور ازروئے شرع حرام ہونے کا فتویٰ دیا۔

مولانا حامد میاں سے ملاقات:

☆ برادرم شیر علی شاہ کی معیت میں مولانا عبدالفتاح خطیب آسٹریلین مسجد سے ملاقات ہوئی۔ نماز جمعہ اُن کی اقتداء میں پڑھی جس میں انہوں نے مذکورہ بالا مسئلہ پر حکومت وقت پر سخت تنقید کی۔ ظہر کے بعد ساڑھے چار بجے مولانا سید حامد میاں صاحب خلیفہ حضرت مدنیؒ سے ملا۔ مکتوبات شیخ جلد سوئم ناقص صورت میں ان کے ہاں پہلی مرتبہ دیکھی۔ مولانا سیاح الدین کا کاخیل اور برادرم سید عبداللہ کا کاخیل کو خطوط ارسال کئے۔ جس میں ''انسانی فضیلت کے راز'' پر تبصرہ کرنے پر شکریہ بھی ادا کیا۔